سوال

ت کے (56)

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رہ سے اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوزیشن آف پاکستان (بیمہ زندگی) والوں کا واسطہ پڑا۔ بہرکیف انھوں نے بیمہ زندگی کے بارے مجھے کئی دلائل دیئے۔

1۔ یہ کرانے والا کچھ رقم دیتا ہے اور مقررہ مدت کے درمیان فوت ہوجائے تو مقررہ رقم ورثاء کو ملتی ہے۔ پسماندگان میت کی فائدہ رسانی مقصود ہے جو نیک نیت ہے۔ سودخوری اور سودی خورانی مقصود نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے چونکہ اللہ تعالیٰ مفسد اور مصلح کو خو

2۔ چونکہ میت کی لگائی گئی رقم سے ادارہ کاروبار کرتا ہے اور کاروبار کا منافع یا بونس بیمہ دار کو ملتا ہے جیسے ایک آدمی کچھ رقم کسی کو دے دیتا ہے اور کاروبار میں حصہ ڈال دیتا ہے اور مناسب منافع لیتا ہے

3۔ چونکہ رقم اقساط کی صورت میں دے کر مع نفع بعد مدت گزرنے پر وصول کرلی جاتی ہے۔

4۔ موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے بیمہ انسان کی ضرورت کا ذریعہ بھی ہوسکتا ہے۔

5۔ بچت کرکے رقم بچوں کے لیے مستقبل کے حالات کے لیے رکھی جاتی ہے۔ اور اسی رقم کو ادارہ استعمال کرکے منافع کی صورت میں لوٹا دیتا ہے جس کی شرح فکس (لازم) نہیں ہے۔

6۔ چونکہ بینکاری نظام میں نفع ونقصان کی شراکت سے کاروبار ہورہا ہے جبکہ اس ادارے نے بھی کاروبار کررکھا ہے مگر بینک کی شرح فیصد فکس ہے جبکہ اسٹیٹ لائف انشورنس (بیمہ زندگی) کے کاروبار میں شرح فیصد نہیں ہے۔

7۔ یہ جواء نہیں ہے نہ پرائز بانڈ سسٹم ہے نہ لاٹری ہے۔

یہ سب دلائل محکمہ انشورنس کی جانب سے دیئے گئے بیمہ زندگی کا کاروبار جائز نہ ہونے کی صورت میں عقلی اور فقہی رو سے مفصل تحریر فرماکر جواب سے مستفیض فرمائیں۔

سے استفادہ کرنا نوع انسان کا حق ہے۔ کائنات کے مادی وسائل کو استعمال کرنا بھی اس کا حق ہے بیمہ کی بنیاد ریاضی پر ہے کیا اس سے صرف ترقی یافتہ ممالک ہی فائدہ لیں یا ہم بھی اس کاروبار سے فائدہ لے لیں۔ (اطہر منیر اوکاڑہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

تہ!

مد!

بدالمنان نورپوری بطرف۔ جناب اطہر منیر صاحب حفظہما اللہ العلیم الخبیر وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اما بعد!

آپ کا مکتوب موصول ہوا۔ جناب کے نقل کردہ دلائل کے جواب ترتیب وار مندرجہ ذیل ہیں بتوفیق اللہ تبارک وتعالیٰ وعونہ۔

:1

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَلَا تُبۡطِلُوٓاْ أَعۡمَٰلَكُمۡ ۳۳... سورۃ محمد

ن والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو اور اپنے اعمال کو غارت نہ کرو"

ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

عملا لیس علیہ أمرنا ہذا فہو رد)). (صحیح مسلم)

، نیک ہونے سے عمل درست نہیں بنتا مثلاً کوئی آدمی کسی بیوہ کی جنسی خواہش پوری کرنے کی نیت سے اس کے مطالبہ پر اس کے ساتھ وطی کرتا ہے تو اس نیک نیتی کی بنا پر اس کی یہ وطی حق درست نہیں بنے گی بلکہ زنا کی زنا ہی رہے گی۔ بالکل اسی طرح بیمہ کی صورت میں "پسماندگان میت کی فائدہ رسانی مقصہ

وَہُوَ يَعْلَمُ، أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ زَنْيَةً" (مشکوۃ باب الربا)

ُ بِالنِّيَّاتِ) کے آخری حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا ذکر فرمایا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ "اعمال کا دارومدار نیت پر ہے" میں مراد اعمال صالحہ ہیں اور معلوم ہے کہ سود اعمال صالحہ میں شامل نہیں۔ اعمال سیہ میں شامل ہے لہٰذا نیک نیتی والی بات اس اثناء میں پیش کرنا بے محل ہے۔ اا

وَذَرُواْ مَا بَقِيَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓاْ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ فَإِن لَّمۡ تَفۡعَلُواْ فَأۡذَنُواْ بِحَرۡبٖ مِّنَ ٱللَّهِ ۲۷۸... ۲۷۹... سورۃ البقرۃ

للہ تعالیٰ نے بتادیا کہ سود نہ چھوڑنے والے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ ولڑائی کررہے ہیں اور واضح رہے کہ ایسے لوگ مفسد ہی ہوسکتے ہیں مصلح نہیں ہوسکتے۔ نیت خواہ کتنی ہی نیک بنالیں۔

پھر بیمہ کمپنیوں کے بیمہ کرانے والوں کے مرنے کے بعد ان کے وارثوں کو کچھ نہ کچھ دینے سے ان کی "پسماندگان میت کی فائدہ رسانی مقصود ہے۔ جو نیت نیک ہے سودخوری اور سودخورانی مقصود نہیں" والی بات کا بھرم بھی کھل جاتا ہے

2۔ ادارہ سودی کاروبار ہی کرتا ہے ادارے نے سود ہی کا نام منافع یا بونس رکھا ہوا ہے پھر کسی کاروبار کے حق ودرست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ کاروبار شرعاً حلال ہو کوئی بھی کاروبار اس وجہ سے حق ودرست نہیں پاتا کہ وہ کاروبار ہے۔ دیکھئے خمر وخنزیر کی تجارت بھی حرام ہے مگر وہ کاروبار ہو۔

3۔ چونکہ یہ منافع سود کے زمرہ میں شامل ہے۔ اس لیے ناجائز ہے۔

4۔ موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے خمر وخنزیر کی تجارت بھی انسان کی ضرورت کا ذریعہ ہوسکتی ہے۔ کاروبار عصمت فروش بھی انسان کی ضرورت کا ذریعہ ہوسکتا ہے توکیا ضرورت کا ذریعہ ہونے یا ہوسکنے کی بنا پر خمر وخنزیر کی تجارت اور کاروبار عصمت فروشی جائزودرست ہوجائیں گے؟ نہیں ہر گز نہیں

ادارہ جو رقم بطور منافع دیتا ہے وہ سود ہی ہے۔ اس کی شرح فکس ہو خواہ فکس نہ ہو سود کے فکس نہ ہونے سے نہ اس کی حقیقت بدلتی ہے اور نہ ہی اس کا حکم بدلتا ہے۔ دونوں صورتوں میں وہ سود کا سود اور حرام کا حرام ہی رہتا ہے کیونکہ فکس ہونا نہ ہونا تو سود کا جزو ہے نہ ہی اس کی شرط ہے اور نہ اس کا لازم

مجھے معلوم ہے پاکستان میں موجود بینکاری نظام میں شرعی مضاربت نام کی کوئی چیز نہیں۔ جس کو بینک والے نفع ونقصان کی شراکت والا کاروبار کہتے ہیں وہ بھی سود ہی ہوتا ہے آگے اس کی شرح فکس ہو خواہ فکس نہ ہو۔ وہ سود ہی رہتا ہے لہٰذا اسٹیٹ لائف انشورنس والوں کا سود کی شرح فیصد یا غیر فیصد کو مقر

7۔ زبانی کلامی نہیں یا "نہ" کہہ دینے سے واقعہ میں نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ پھر ان تینوں کے نہ ہونے کو تسلیم کرلینے سے بھی بیمہ کے سود ہونے کی نفی نہیں ہوتی بیمہ سود اور جوا ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ اگر کوئی شخص اس کے جوا نہ ہونے پر بضد ہوجائے تو بھی بیمہ سود ہونے کی وجہ سے حرام ہی ہوگا جس

ٹ: آپ کا فرمان "علم سے استفادہ کرنا نوع انسانی کا حق ہے" بجا مگر جس علم سے فائدہ حاصل کرنے کو شریعت نے گناہ قرار دیا ہو اس سے فائدہ حاصل کرنا انسان کا حق نہیں مثلاً علم سحر، آپ علم سحر سے استفادہ نہیں کرسکتے کیونکہ شریعت نے اس کو کفر وگناہ قرار دیا ہے۔

﴿۱۰۲...سورۃ البقرۃ

طانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے، اور بابل میں ہاروت ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا، وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر، پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند و بیوی میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ بغ

بع الموبقات (سات ہلاک کردینے والے گناہوں) میں شمار فرمایا ہے تو جس طرح علم سحر سے فائدہ اٹھانا نوع انسانی کا حق نہیں کیونکہ شریعت نے سحر اور سود دونوں سے منع فرمایا ہے۔ پھر اگر اسی دلیل کو لے کر دو چار چور یا ڈاکو کہہ دیں کہ ہمارے کاروبار چوری اور ڈاکے کے ذریعے کی بنیاد علم ریاضی پر ہے آخر

ذہن رکھنے والا کہے، ماں، بہن، بیٹی، بھتیجی، خالہ، پھوپھی، مملوکہ، لونڈی اور بیوی تمام جنسی خواہش پورا کرنے کے وسائل ہیں اور جنسی خواہش کو پورا کرنے کے وسائل کو استعمال کرنا نوع انسان کا حق ہے تو آپ کا جواب کیا ہوگا؟ یہی نا کہ بیوی اور مملوکہ لونڈی کے علاوہ کو استعمال کرنا نوع انسان کا حق نہیں

وَالَّذِينَ هُم لِفُروجِهِم حـٰفِظونَ ٥ إِلّا عَلىٰ أَزو‌ٰجِهِم أَو ما مَلَكَت أَيمـٰنُهُم فَإِنَّهُم غَيرُ مَلومينَ ٦ فَمَنِ ابتَغىٰ وَراءَ ذ‌ٰلِكَ فَأُولـٰئِكَ هُمُ العادونَ ٧... سورۃ المؤمنون

"بجز اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں (6) اس کے سوا کچھ اور چاہیں وہی حد سے تجاوز کر جانے والے ہیں"

آپ کا قول "کیا اس سے (بیمہ سے) صرف ترقی یافتہ ممالک ہی فائدہ لیں یا ہم بھی اس کاروبار سے فائدہ اٹھالیں؟" تو اس کے جواب میں یہی عرض کروں گا کہ آپ ہی فرمائیں کیا خمر وخنزیر کی تجارت کاروبار عصمت فروشی، چوری ڈکیتی کاروبار سحر اور دیگر حرام اشیاء سے صرف ترقی یافتہ ممالک ہی فائدہ لیں یا ہم

فَإِن تَنـٰزَعتُم فى شَىءٍ فَرُدّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسولِ

چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف"

ج 1997)

کیا سود صرف پیسے کے لین دین میں ہوتا ہے؟

و مکرمی جناب حافظ المنان صاحب!

سلام علیکم مزاج بخیر!

ج 1996/97ء کے مجلہ میں سوال وجواب کے کالم میں بیمہ کے بارے میں جواب ملا۔ پھر اس کے بعد میں نے اس کمپنی کو چھوڑ دیا اور الحمد للہ کافی سے زیادہ مطمئن ہوں۔ ایک اسی نوعیت کے مسئلہ کے حل کے بارے میں آپ کو زحمت دینی تھی میں امید کرتا ہوں کہ آپ اسی طرح کا مکمل جواب عنایت

650500250300

ی 10002 ہزار کی قسط وار کچھ عرصہ بعد چودہ سو 1400 تک وصول کرلیتے ہیں (بشیر رزاق، کچا کھوہ خانیوال)

جواب۔ از عبدالمنان نورپوری بطرف جناب بشیر عبدالرزاق صاحب

م السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ۃ 1417/6/7ھ میں حافظ عبدالسلام صاحب بھٹوی حفظہ اللہ تبارک وتعالیٰ دے چکے ہیں۔ چنانچہ وہ مذکورہ بالا شمارہ کے ص 22 پر لکھتے ہیں۔

ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید وفروخت کی وہ سب صورتیں حرام فرمادی ہیں جن میں سود کی آمیزش ہے۔ ان میں سے ایک صورت وہ ہے جو ترمذی کی صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ:

اللہ علیہ وسلم عن بیعتین فی بیعۃ) "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیعوں سے منع فرمایا"

اس کی تشریح اہل علم یہ فرماتے ہیں کہ اگر نقد لو تو اتنی قیمت ہے اور اگر ادھار لو تو اور قیمت ہے۔ مثلاً نقد دس روپے کی ہے اور ادھار پندرہ روپے کی۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے مگر اس کے منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس بات کا تعین نہیں کیا گیا کہ وہ نقد۔

! جہاں تک میں نے احادیث کا مطالعہ کیا ہے اور پڑھا ہے ان علماء کی بات درست نہیں چونکہ ابوداؤد شریف میں یہی حدیث تفصیل کے ساتھ آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَن باعَ بَيعَتَينِ في بَيعَةٍ فلَهُ أَوكَسُهُما أَوِ الرِّبا))

شخص ایک بیع میں دو بیع کرتا ہے یا تو کم قیمت لے یا پھر وہ سود ہوگا۔"

سے معلوم ہوا کہ اس بیع کی حرمت کا اصل سبب سود ہے قیمت کا غیر متعین ہونا نہیں ہے۔ آپ غور کریں اور دانائی سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ کسی شخص کو اگر آج قیمت ملے تو دس روپے کی چیز دیتا ہے اور ایک ماہ بعد قیمت ملتی ہے تو وہ پندرہ روپے کی دیتا ہے وہ پانچ روپے زائد کس چیز کے لے رہا ہے۔

رہے دو شبہے تو ان میں سے پہلا شبہ ہے کہ:

رمایا:

"ربا إلا ہاء وہاء والبر بالبر ربا إلا ہاء وہاء والتمر بالتمر ربا إلا ہاء وہاء والشعير"

م گندم کے بدلے سود ہے مگر برابر برابر نقد بنقد، جو جو کے بدلے سود ہے مگر برابر برابر نقد بنقد، کھجور کھجور کے بدلے سود ہے مگر برابر برابر نقد بنقد۔"

سلم کا یہ فرمان اس بات کی دلیل ہے کہ جنس کے لین دین میں بھی سود ہوتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے مذکور فرمان کہ "جس نے ایک بیع میں دو بیعیں کیں تو اس کے لیے ان دونوں میں سے کم ہے یا "سود" اس امر کی دلیل ہے کہ پیسے اور جنس کے لین دین میں بھی سود ہوتا ہے۔ کیونکہ رسول ا

ں2"

اس شبہ میں ایک سال بعد والی بات بالکل بے معنی ہے کیونکہ بسا اوقات آدمی ایک پلاٹ لاکھ میں خریدتا ہے اور خرید لینے کے فوراً بعد اس کو اسی پلاٹ کا سوا لاکھ دینے والے موجود ہوتے ہیں۔ دراصل یہ شبہ وہی ہے جس کا قرآن مجید نے رد کر دیا ہے۔

ذلک بأنهم قالوا إنما البیع مثل الربوٰا وأحل ...۲۷۵... سورۃ البقرۃ

ے ہوگا کہ وہ کہتے تھے کسی چیز کا بیچنا بھی سود کی طرح ہے اور اللہ نے بیچنے کو درست کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔" (اشرف الحواشی)

ں کاروباری منافع والی بات تو معلوم ہونا چاہیے کہ ہر کاروباری نفع شریعت میں جائز نہیں کیونکہ سود بھی کاروباری نفع ہے مگر شریعت نے اس کو حرام اور ناجائز قرار دیا ہے تو پلاٹ لاکھ میں خرید کر اسی وقت یا سال بعد سوا لاکھ میں بیچنا سود نہیں۔ جس طرح کوئی چیز دس روپے میں خرید کر اسی وقت یا سال بعد بارہ ر

اللہ البیع"

ھار کی وجہ سے زائد قیمت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان:

(من باع بیعتین فی بیعۃ فلہ أوکسھما أو الربا))

شخص ایک ربیع میں دو بیع کرتا ہے یا تو کم قیمت لے یا پھر وہ سود ہوگا۔"

زار دیا ہے۔ اس لیے یہ نفع محض اس لیے کہ کاروباری ہے جائز نہیں ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق سود کے زمرہ میں آتا ہے تو سود والے حرام نفع کو حلال بیع سے حاصل شدہ حلال نفع پر قیاس کرنا درست نہیں۔ اس کی مثال ایسے سمجھیں جیسے کوئی خمر و شراب کی تجارت یا خنزیر ک

تو جس طرح یہ قیاس درست نہیں بالکل اسی طرح پہلا ادھار زائد قیمت اور پلاٹ والا قیاس بھی درست نہیں۔ فرق صرف بیع میں ہے۔

مزید وضاحت کے لیے دیکھئے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ انسان کا اپنے باپ کی بیٹی کے ساتھ نکاح جائز ہے کیونکہ اس کا اپنے چچا کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔ آخر دونوں عورتیں ہی تو ہیں تو یہ قیاس درست نہیں ہوگا۔ کیونکہ باپ کی بیٹی کے ساتھ نکاح شریعت میں حرام ہے۔ بالکل اسی طرح سود بھی کاروباری نفع ہے

تمام احباب واخوان کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش فرمادیں۔ بشیر رزاق کی بجائے عبدلرزاق لکھوایا اور کہلوایا کریں۔ (والسلام (مجلۃ الدعوۃ جون 1997ء)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

کتاب البیوع۔صفحہ:458 جلد:2

محدث فتویٰ